خطبہ جمعہ

اَلنُّوْر وہ ذات ہے جو اپنے نور سے اندھوں کو روشنی عطا فرماتی ہے اور اپنی ہدایت سے گمراہوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا اور دین کو زندہ کرے گا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۸/جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۸/احسان ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت النّور کا جو مضمون پچھلے خطبہ سے شروع کیا تھا۔ آج بھی وہی جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو شاید آئندہ بھی۔

سب سے پہلے "لسان العرب" سے "نور" کے کچھ معانی بیان کرتا ہوں۔ "لسان العرب" میں لکھا ہے: النّور خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

علامہ ابن الاثیرؒ کہتے ہیں کہ النور وہ ذات ہے جو اپنے نور سے اندھوں کو روشنی عطا فرماتی ہے اور اپنی ہدایت سے گمراہوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ النّور وہ ذات ہے جو ظاہر اور عیاں ہے اور جس کے دم سے ہر چیز ظہور پذیر ہے۔ پس وہ ذات جو خود بھی ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو بھی ظاہر کرنے والی ہو، اسے نور کہا جاتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے: زمین و آسمان والوں کو ہدایت دینے والا۔ نور ظلمت کی ضد ہے اور اَلتَّنْوِيْر اس وقت کو کہتے ہیں جب صبح ہو جاتی ہے۔

اور مَنَارُ الْحَرَم سے مراد اس کی وہ حدود ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے گرد و نواح میں قائم کی تھیں اور جن سے حَرَم اور حِلّ کی حدود کا پتہ لگتا ہے۔...... ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ میں اَلنُّوْر سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور معنی یہ ہے کہ تمہارے پاس نبی اور کتاب دونوں آچکے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: سَيَاتِيْكُمُ النُّوْرُ یعنی تمہارے پاس نور آئے گا۔

اور ﴿وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ﴾ کا مطلب ہے کہ اس حق کی پیروی کرو جس کی دلوں کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ نور کی آنکھوں کے ساتھ ہوتی ہے۔......

فرمایا کہ جو تعلیم محمد ﷺ لے کر آئے ہیں وہ دلوں پر اثر کرنے اور ظلمات کو دُور کرنے کے لحاظ سے نور کی طرح ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارک میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ یعنی خوبصورت اور چمکتے ہوئے جسم کے مالک تھے۔ (لسان العرب)

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (سورة التوبه:۳۲)۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ (ہر دوسری بات) رد کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کر دے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے معاملات کے نگران ایسے لوگ ہوں گے جو سنّت (کے نُور) کو بجھا دیں گے اور بدعت کو رواج دیں گے اور نمازوں کو اپنے مقررہ وقت سے مؤخر کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر مَیں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابن امّ عبد! مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا عمل کروں؟۔ جو اللہ کی معصیت کا مرتکب ہو اس کی کوئی اطاعت نہیں۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الجهاد)

علامہ فخرالدین رازی سورۃ التوبہ کی آیت ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "جان لیجئے کہ اس سے یہود و نصاریٰ کے سرداروں کے ان برے افعال کا اظہار مقصود ہے جو محمد ﷺ کی نبوت کے امر کو باطل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس آیت میں مذکور نور سے مراد وہ دلائل ہیں جو آپؐ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ حسب ذیل ہیں:

(۱) وہ ظاہری معجزات جو آپ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے کیونکہ معجزات یا تو صداقت پر دلالت کرتے ہیں اگر وہ صداقت پر دلالت کرتے ہیں تو ان سے محمد ﷺ کا سچا ہونا ثابت ہو گیا اور اگر معجزات صداقت پر دلالت نہیں کرتے تو پھر یہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی نبوت کی صداقت میں بھی روک ہیں۔

(۲) محمد ﷺ کا دوسرا معجزہ وہ ہے جو قرآن عظیم کی صورت میں محمد ﷺ کی زبان مبارک پر ظاہر ہوا باوجود اس کے کہ آپؐ نے اپنی اوائل عمر سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، نہ مطالعہ کیا، نہ استفادہ کیا اور نہ کسی کتاب کو دیکھا اور یہ قرآن کا معجزہ... آپ کے معجزات میں سے سب سے بڑا ہے۔

(۳) آپؐ کی شریعت کا ماحصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی ثنا اور اس کی اطاعت میں لگے رہنا اور نفس کو دنیا کی محبت سے ہٹانا اور اخروی سعادتوں کے حصول کی راہ پر نفس کو ڈالنا ہے۔ اور عقل اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسی طریق پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴) آپ کی شریعت جملہ عیوب سے پاک ہے۔

اور دلائل کو نور کا نام اس سے دیا ہے کہ نور جس طرح درست امور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسی طرح دلائل بھی ادیان میں درست راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ امام رازی)

علامہ ابن حیان سورۃ التوبہ کی آیت ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (التوبه:۳۲) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اور ان کی اس خواہش کی مثال کہ وہ محمد ﷺ کی نبوت کو اپنی تکذیب کے ذریعہ باطل قرار دے دیں، ایسے شخص سے دی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ ایسے نور عظیم کو جو آفاق میں پھیلا ہوا ہے اپنی آنکھوں سے بجھا دے۔ اور نور اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ ہدایت ہے جو قرآن کریم میں اور اس کی تحقیق کے ذریعہ کی جانے والی تفسیر کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے "نور" سے مراد قرآن کریم لیا ہے اور مونہوں سے نور اللہ کو بجھانا ایک کنایہ ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ ان کی تدابیر کمزور اور تھوڑی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ ایک بہت بڑے معاملہ کو ایک حقیر سی کوشش کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا یہ فعل پھونکوں سے نُورالٰہی کو بجھانے کی کوشش کرنے کی طرح ہے"۔ (تفسیر بحرالمحیط)

ابن ابی حاتم نے ضحاک رضی اللہ عنہ کا ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ﴾ کے بارہ میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ ہلاک ہو جائیں تاکہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کی عبادت نہ کر پائیں۔ ﴿يُرِيْدُوْنَ﴾ سے مراد عرب کے کفار اور اہل کتاب ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے محاربت کی اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یہ شریر کافر اپنے منہ کی پھونکوں سے نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ کافر بُرا مناتے ہیں۔

منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں۔ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دکاندار اور کافر و بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نُور کو بجھادیں مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔"

(الحکم۔ جلد ۵۔ نمبر ۳۔ بتاریخ ۲۴/جنوری ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ اپنے منہ کی لاف و گزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہوگی۔ یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے......... اب قرآن شریف موجود ہے۔ حافظ بھی بیٹھے ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ کفار نے کس دعویٰ کے ساتھ اپنی رائیں ظاہر کیں کہ یہ دین ضرور معدوم ہو جائے گا اور ہم اس کو کالعدم کردیں گے اور اُن کے مقابل پر یہ پیشین گوئی کی گئی جو قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر گز تباہ نہیں ہوگا، یہ ایک بڑے درخت کی طرح ہو جائے گا اور پھیل جائے گا اور اس میں بادشاہ ہوں گے۔"(جنگ مقدّس۔ رونیداد ۵/جون ۱۸۹۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ جس طرح پہلے صحابہ کے زمانہ میں چاروں صفات کی ایک خاص تجلّی ظاہر ہوئی تھی۔ اب پھر وہی زمانہ ہے اور ربوبیت کا وقت آیا ہے نادان مخالف چاہتے ہیں کہ بچہ کو الگ کر دیں مگر خدا کی ربوبیت نہیں چاہتی کہ بارش کی طرح اس کی رحمت برس رہی ہے۔ یہ مولوی حامی دین کہلانے والے مخالفت کر کے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں مگر یہ نور پورا ہو کر رہے گا، اسی طرح جس طرح اللہ نے چاہا ہے۔"(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ان لوگوں کا بجز اِس کے اَور کچھ منشاء نہیں کہ چاہتے ہیں کہ نورِ الٰہی کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھادیں مگر وہ بجھ نہیں سکتا کیونکہ خدا کے ہاتھ نے اس کو روشن کیا ہے۔ نہ معلوم کہ میری تکذیب کے لئے اِس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اَور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جبکہ مَیں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف مُنہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔"(تحفہ گولڑویہ ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ سلسلہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوتیں اور مَیں بھی اس طرح ہلاک ہو جاتا جیسے مفتری ہلاک ہوتے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میری جماعت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ دشمنوں نے تو خدا کے نُور کو بجھانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا مگر اللہ کا نُور پورا ہو کر رہا اور وہ اس نور سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بلوں میں جا گھسے۔ انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے کینہ نہ چھوڑا۔

کیا یہ سب باتیں غیر اللہ کی طرف سے ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ شرم سے کام نہیں لیتے اور غور و فکر نہیں کرتے؟ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے اسلحہ اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے لڑتے ہو؟ تم پر ہلاکت ہو اور اس پر بھی جو تم کرتے ہو"۔(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ جلد ۲۰۔ صفحہ ۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے۔ مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ أنَا الفتّاحُ أَفْتَحُ لك. ترى نصرًا عجيبًا و يَخِرُّوْنَ علىٰ المساجِدِ...... ایک اور الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ۔ "میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ۔ کوئی طاقت فریب اٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۲)

اب الہام ہے ۱۸۸۳ء کا: يُرِيدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُورَاللّٰهِ. قُلِ اللّٰهُ حافِظُهٗ. عِنَايَةُ اللّٰهِ حَافِظُكَ. نَحْنُ نَزَّلْنَاهُ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْن. اَللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ "مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نُور کو بجھادیں۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔"(تذکرہ۔ صفحہ ۱۰۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

الہام ۱۸۹۳ء: "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابنَ مَرْيَمَ. قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّي وَ اِنِّي اُجَرِّدُ نَفْسِيْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ. وَ اِنِّي اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُورَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ يُتِمُّ نُوْرَهٗ وَيُحْيِ الدِّيْنَ. نُرِيْدُ اَنْ نُّنَزِّلَ عَلَيْكَ اٰيَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ نُمَزِّقَ الْاَعْدَآءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ. حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِيْفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَانِ."

ترجمہ:۔ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے تجھے مسیح ابنِ مریم بنایا۔ کہہ یہ میرے ربّ کا فضل ہے اور مَیں تو اپنے آپ کو تمام قسم کے خطابات سے الگ رکھتا ہوں۔ اور مَیں تو مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا۔ اور دین کو زندہ کرے گا۔ ہم تجھ پر آسمان سے نشانات اُتارنا چاہتے ہیں۔ اور دشمنوں کو بالکل منتشر کر دینا چاہتے ہیں۔ خدائے رحمان کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی بادشاہت آسمانی ہے۔"(تذکرہ۔ صفحہ ۲۴۰۔۲۴۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے ۱۹/اکتوبر ۱۹۰۲ء کا:۔ "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَكَ. يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفُوا عِرْضَكَ. اِنِّيْ مَعَكَ وَ مَعَ اَهْلِكَ". (بدر۔ جلد اوّل۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۷/نومبر ۱۹۰۲ء۔ صفحہ ۱۰)

دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نُور کو بجھادیں۔ وہ تیری آبروریزی کرنا چاہیں گے۔ مگر مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں گا۔(تذکرہ۔ صفحہ ۴۳۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر آیت ہے: ﴿هُوَالَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ . مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ. يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ یونس :۶)۔ وہی ہے جس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نور، اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ لو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ۔ وہ آیات کو ایک ایسی قوم کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اُسے زیبا ہے۔ وہ عدل (کے ترازو) کو جھکاتا ہے اور کبھی بلند کرتا ہے۔ رات کے وقت کئے گئے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اس کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اس کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نُور ہے۔ اگر وہ اُسے اتار دے تو اس کے چہرے کے انوار اور جلال اور عظمت، حد نظر تک اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں۔(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے: اے ہمارے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو تُو ہی قائم رکھنے والا ہے، تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ تُو ہی زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا ربّ ہے۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب کا نُور ہے۔ تُو حق ہے۔ تیرا قول حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری ہی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور اپنے تمام جھگڑے تیرے ہی حضور پیش کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی فیصلہ طلب کرتا ہوں میری اگلی اور پچھلی، ظاہری اور پوشیدہ تمام خطائیں معاف فرما اور وہ خطائیں بھی جنہیں تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔(بخاری، کتاب التوحید)

تاج العروس میں لکھا ہے کہ علامہ زَمَخْشَرِی کہتے ہیں کہ ضیاء میں نور سے زیادہ شدت ہوتی

ہے۔ فرمایا جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا یعنی اُس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نُور۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضیاء ذاتی روشنی کو کہتے ہیں جبکہ نور مستعار روشنی کو کہتے ہیں۔

(تاج العروس)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالیٰ نے ابتدا سے یہی چاہا کہ اس کی مخلوقات یعنی نباتات، جمادات، حیوانات یہاں تک کہ اجرام علوی میں بھی تفاوت مراتب پایا جائے اور بعض مفیض اور بعض مستفیض ہوں اس لئے اُس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے۔ اوّل وہ جو اعلیٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلاواسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے۔ دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نُور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کرسکتے۔ ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں اِن لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ ﴿وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا﴾ جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیّزِ امکان سے خارج ہے"۔ یعنی امکان میں ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔" اور یہ قانون قدرت ہے جو آنکھوں کے سامنے نظر آرہا ہے۔"

(ست بچن۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۱۸۹۔ ۱۹۰)

﴿الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ﴾۔ (سورۃ ابراہیم ۲:)

أَنَا اللّٰهُ أَرٰی: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے تا کہ تو لوگوں کو ان کے ربّ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہوئے اس راستہ پر ڈال دے جو کامل غلبہ والے (اور) صاحب حمد کا راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یقیناً قرآن اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس کی دعوت سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھاؤ۔ یقیناً قرآن اللہ کی رسی اور نور مبین ہے اور نفع بخش شفا ہے۔ اور حفاظت کا ذریعہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ اور نجات ہے اس کے لئے جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ ایسا شخص راستی سے نہیں ہٹتا کہ بعد میں اُسے معذرت کرنی پڑے اور نہ وہ کج روی اختیار کرتا ہے تا اسے درست کرنا پڑے۔ قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ پڑھنے والا اس کو بار بار پڑھنے سے اکتاتا نہیں۔ پس تم اس کو پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کے نتیجے میں ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ ان میں سے الف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور لام پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور میم پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (سنن الدارمی۔ فضائل القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

"یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ظلمات سے نُور کی طرف نکالنے والا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت انسان پر ایسا گزرتا ہے کہ اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وعظ موجب بنتا ہے ظلمات سے نکال کر نُور کی طرف لے جانے کا۔ مگر ایک اَور جگہ پر فرمایا ہے ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾ (البقرۃ:۲۵۸)۔ گویا وہی نسبت جو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف فرمائی، پھر اللہ نے وہی کام اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہ بات قابل غور ہے۔......

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لوگ آتے تو آپ کی باتیں سنتے اور آہستہ آہستہ وہی باتیں دل کے اندر گڑ جاتیں اور اس طرح پر ان کو اسلام سے ایمان کا رتبہ ملتا اور وہ کئی ظلمات سے نکل کر نُور میں آجاتے۔ پہلی ظلمت تو کفار کی مجلس تھی جس کو چھوڑ کر وہ حضور نبوی میں آئے۔ ﷺ"۔

(خطبات نور۔ صفحہ ۴۲۸۔ ۴۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "یہ ہماری کتاب ہے جس کو ہم نے تیرے پر اس غرض سے نازل کیا ہے کہ تا تُو لوگوں کو کہ جو ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں، نُور کی طرف نکالے۔ سو خدا نے اُس زمانے کا نام ظُلمانی زمانہ رکھا۔" (براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ طبع اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ عالی شان کتاب ہم نے تجھ پر نازل کی تاکہ تُو لوگوں کو ہر یک قسم کی تاریکی سے نکال کر نُور میں داخل کرے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس قدر انسان کے نفس میں طرح طرح کے وساوس گزرتے ہیں اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اُن سب کو قرآن شریف دُور کرتا ہے اور ہر یک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفتِ کامل کا نُور بخشتا ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اُس پر یقین لانے کے لئے معارف و حقائق درکار ہیں، سب عطا فرماتا ہے۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۰۵۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ طبع اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

"وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے۔ سو اُن نوروں پر ایک اَور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اُس نور کے وارد ہونے سے وجودِ باجودِ خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نُور سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ نُور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایتِ مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضانِ نُور میں بھی اُس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نُور ہے اُس کو اَور نُور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نُور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نُور نہیں وہ آفتاب کے نُور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جس کو فطرتی نُور کم ملا ہے اُس کو دوسرا نُور بھی کم ہی ملتا ہے اور جس کو فطرتی نُور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نُور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرتِ انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نورِ باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نورِ مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نُور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (الجزو ۶) ﴿وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الجزو ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نُورِ وحی جس کے لئے نورِ فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد اوّل۔ حاشیہ صفحہ ۱۹۵۔ ۱۹۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلماتِ شک سے نورِ یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا کا کلام ہے جو یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ کا مصداق ہے۔" (نزول المسیح۔ صفحہ ۹۲)

الہام ۱۸۹۳ء: "اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ مجھے صاف طور پر اللہ جل شانہٗ نے اپنے الہام سے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلاتفاوت ایسا ہی انسان تھا جس طرح اَور انسان ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور اس کا مُرسل اور برگزیدہ ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی فرمایا کہ جو مسیح کو دیا گیا، وہ بمتابعت نبی علیہ السلام تجھ کو دیا گیا ہے اور تُو مسیح موعود ہے اور تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کر دے گا اور یکسر الصلیب کا مصداق ہو گا۔" (حجۃ الاسلام۔ صفحہ ۹)

یہ الہام ہے ۱۸۹۶ء کا: "میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(تذکرہ۔ صفحہ ۲۸۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)